ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کی اطلاع: شکوک وشبہات کا جائزہ

The Announcement of the Death of Prophet suleman (peace be upon him): An Examination of Doubts and Ambiguities

Hafiz Muhammad Naeem Saiful Islam*
Lecturer, Islamic Studies, UET Main Campus Lahore, Pakistan.
Hafiz Mubashir Rasheed
PhD Schoolar, UET Main Campus Lahore, Pakistan.

Abstract

Hazrat suleman was the son of sayedna dawood as and heir of his father. He was held such a great position of kingship where human and jinnat were obedient of him and he was knowing the language of birds. The means and resources needed tp govern were all available to you, You were having the jin to build the bait al muqaddas when you died, He [as] on a stick when the death sentence was pronouced,hazrat suleman [as] was on the support of the stick when the death sentence was pronouced and he remained standing till the tirmite stared eating his stick and finally it fell down due to the breaking of the stick and suleman [as] also fell down, At that time peaple thought that jinn have the knowledge of unseen, maybe some of great jinn claim it also,but allah kept the death of suleman[as] secret and made it clear that if jinn have knowledge of unseen had it been so, After the death of suleman [as] they would not have been engaged in that kind of hard work, There are many sayings of commentators on the extent to which suleman [as] stood on the stick. In which there are syings ranging from one month to two years, and then there is a question rises that the prophet and such a great ruler of the time could have remained unaware of the affairs of there subjets for so long whereas human needs are with him. There are many answers for this question, the conclusion is that, it is possible no one ccan come to see you because of your fear and glory. According to some ahadees, you lived solitude for many years for worship of God, so no one knew. Some said that the jinn did not knew while the people had already been informedbt suleman [as] and the peaple were waiting metter to be clearfied. I say that this matter is based on wisdom of aALLAH and the miricle of the prophet, and the miricles are not related to the nature, so when we cal it miricle then the question will not remainand and it became clear that the purpose was not to cover the death of suleman [as] but to deny thw knowledge of the unseen of the jins.

Key Words: *Hazrat suleman was the son of sayedna Dawood, where human and jinnat were obedient, knowing the language of birds*

1. تمہیدی کلمات

قرآن کریم رشد وہدایت کا منبع اور راہ علم و عمل کا سرچشمہ ہے۔ جس میں جن وانس کی ہدایت کے لیے مکمل ضابطہ حیات موجود ہے، اس میں بیان کیے جانے والے واقعات وقصص بھی اسی سبیل سے ہیں ورنہ یہ کوئی تاریخ وقصص کی کتاب نہیں ہے۔ قرآن مجید میں بیان کیے جانے والے واقعات خالص دعوت واصلاح اور فوز وفلاح کے متضمن ہیں۔ انہی واقعات میں سے ایک سیدنا سلیمانؑ کی موت کا واقعہ ہے۔

خصائص سیدنا سلیمانؑ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

سیدنا سلیمانؑ سیدنا داوٗدؑ کے صاحبزادے اور نبوت و بادشاہت میں اپنے والد گرامی کے وارث تھے۔ آپ بادشاہت وملوکیت میں ایسے عظیم منصب پر فائز تھے کہ جن وانس آپ کے مطیع اور پرندوں کی بولیوں سے آپ واقف تھے، حکمرانی کے لیے جن اسباب ووسائل کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ آپ کو میسر تھے، جسے قرآنِ حکیم نے بایں الفاظ بیان کیا ہے:

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۗ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ، وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ [i]

اور سلیمان اور داوٗد کے قائم مقام ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ لوگو! ہمیں (خدا کی طرف سے) جانوروں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز عنایت فرمائی گئی ہے۔ بے شک یہ (اُس کا) صریح فضل ہے اور سلیمان کے لئے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے جاتے تھے۔

مَنْطِقَ الطَّيْرِ کی توضیح

سیدنا سلیمانؑ نے لوگوں سے کہا "ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں" یعنی پرندوں کی جمیع اقسام اپنی اپنی بولی میں جو بھی بات کرتی تھیں آپ اسے سمجھ جاتے تھے۔ "اور ہمیں سب کچھ عطا کیا گیا ہے" اس سے مراد امور سلطنت کے لیے جو بھی معاون وسائل واسباب یا جو بھی چیزیں کسی ملک پر حکمرانی کرنے کے لیے درکار ہوتی ہیں جیسے اسلحہ، افواج، سازوسامان، جنات، انسان، پرندے، تمام حیوانات وجانداروں کی جماعتیں، علم وفنون اور ہر قسم کی مخلوقات کی باتیں سمجھنے اور انہیں سمجھانے کی قوت وطاقت وغیرہ اور ان آیات میں صراحت کے ساتھ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ سیدنا سلیمانؑ کے لیے جن وانس اور پرندوں کے جمع کیے جاتے تھے۔ تاکہ وہ ان سے کام لے سکیں اور انہیں مختلف ذمہ داریاں سونپ دی جاتی تھیں جس اللہ تعالیٰ نے سیدنا داوٗدؑ اور سیدنا سلیمانؑ دونوں کو یہ خصوصیت عطا فرمائی تھی کہ وہ چرند کے مطابق آپؑ امور سلطنت چلاتے اور حکمرانی کرتے تھے۔ وپرند کی بولیاں سمجھ لیتے تھے اور دونوں کیلئے ان کی آوازیں ایک ناطق انسان کی گفتگو کی طرح تھیں۔

لکھتے ہیں: ﷾ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

کہ اس مقام پر "منطق طیر" کا جس اہمیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اس کو پیش نظر رکھ کر یہ بات تو صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے قیاس وتخمین کے ذریعہ ان کی مختلف قسم کی آوازوں سے صرف ان کے مقصد اور مراد کو سمجھ لیتے تھے اور اس سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ اس لیے کہ قیاس وتخمین کا یہ درجہ تو بکثرت لوگوں کو حاصل ہے اور وہ پالتو جانوروں کی بھوک پیاس کے وقت کی آواز، خوشی اور مسرت کی آواز، مالک کو قریب دیکھ کر اظہارِ وفاداری کی آواز اور دشمن کو دیکھ کر خاص طرح سے پکارنے کی آواز کے درمیان بخوبی فرق سمجھتے اور ان کے مقاصد کو بآسانی ادراک کر لیتے ہیں۔ [ii]

منطق طیر" سے وہ علم بھی مراد نہیں ہو سکتا جو جدید علمی دور میں ظن وتخمین کی راہ سے بعض جانوروں کی گفتگو کے سلسلہ میں ایجاد ہوا ہے" کا ایک شعبہ شمار کیا جاتا ہے اس لیے یہ بھی محض ایک اندازہ اور اٹکل ہے جس کا حقیقت کے ساتھ تعلق نہیں اور ویسے بھی یہ تو اکتسابی Zoology جو فن ہے جبکہ سیدنا داوٗدؑ اور سیدنا سلیمانؑ کو یہ علم اکتسابی حیثیت سے نہیں بلکہ وہبی طور پر دیا گیا تھا۔ جس سے ان دونوں صاحبان کی عزت وشرف بھی نمایاں ہے اور ان کی حکمرانی کا طرۂ امتیاز بھی واضح ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

قبلہ اول بیت المقدس کی تعمیر

سیدنا سلیمانؑ کی زندگی اور دورِ حکمرانی میں کیے جانے والے کاموں میں ایک عظیم الشان کام قبلہ اول بیت المقدس کی تعمیر ہے۔ آپ کے حکم سے مسجد اور شہر کی تعمیر و تجدید کی گئی، اسی لیے یہودی مسجد بیت المقدس کو ہیکل سلیمانی کہتے ہیں۔ بیت المقدس کے کئی نام ہیں، مختلف اقوام و ملل نے اپنے اپنے عقیدے اور نظریے کی بنیاد پر اسے مختلف ناموں سے موسوم کرر کھا ہے۔ یہودی اور عیسائی آج بھی اسے یروشلم کہتے ہیں۔ سب سے ہے۔ یروشلم کا نام حضرت داوٗدؑ کے عہد میں اختیار کیا گیا، لیکن یہودی ربیوں نے حضرت ابراہیمؑ سے منسوب کرنے کے لیے یہ کہاJEBUS پرانا نام نے کیا۔ جو2008ق،م یہاں حکمران تھا۔[iii] SHELM کہا تھااور شلم کا اضافہ شیلم یاشالیم JEREH ہے کہ آپؑ نے اسے جرح

قرآن عزیز میں تذکرہ وفاتِ سلیمان علیہ السلام

سیدنا سلیمانؑ اس شہر میں موجود مسجد اقصیٰ کی عظیم الشان تعمیر میں مصروف عمل تھے کہ آپ کی موت کا وقت آن پہنچا، جبکہ آپ ایک لاٹھی کے سہارے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور ملک الموت نے آپ کی روح قبض کرلی۔ آپ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ آپ کی لاٹھی کو دیمک کے کیڑے نے کھانا شروع کر دیا اور وہ لاٹھی ٹوٹنے کے سبب آپ گر پڑے تو لوگوں کو آپ کی موت کی خبر معلوم ہوئی۔ قرآن حکیم نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے:

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ[iv]

" پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ کر دیا تو جنوں کو گھن کے کیڑے کے سوا کسی چیز نے سلیمان کی موت کا پتہ نہ دیا جو ان کے عصا کو کھائے جا رہا تھا۔ پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں پر واضح ہو گیا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو ایسے ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے "

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کے دور میں جنوں کے بارے میں لوگوں کے ہاں یہ تصور موجود تھا کہ جنات غیب جانتے ہیں، یا پھر وہ اپنے تئیں اس علم غیب کے دعویدار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سلیمانؑ کی موت کا معاملہ ایسے انداز میں فرمایا کہ ان کی موت بھی واقع ہو گئی اور جنات کے علم غیب کی نفی بھی کر دی گئی۔ اس حوالے سے چند مفسرین کی آراء درج ذیل ہیں:۔

بقول سید احمد حسن دہلوی

آپ احسن التفاسیر رقمطراز ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں جنات اور انسان ملے رہتے تھے اس ملنے جلنے میں جنات نے اکثر لوگوں کے دل میں یہ بات جما رکھی تھی کہ جنات کو غیب کی خبریں معلوم ہوتی رہتیں ہیں اس خیال کے غلط ٹھہرانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سلیمانؑ کی موت کے فیصلے ایسا خفیہ انداز رکھ دیا کہ جس سے جنوں کے علم غیب کی نفی ہو گئی اور سب جن وانس کے لیے یہ واضح ہو گیا کہ جنات علم غیب نہیں جانتے بلکہ علم غیب صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔[v]

سیدنا سلیمانؑ ایک عظیم پیغمبر اور بے مثال حکمران تھے، آپ کی موت واقع ہو گئی اور لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا، پیغمبر کا امورِ دین میں اپنی امت کی رہنمائی کرنا، حکمران کا امور سلطنت کی نگرانی کرنا، خدمتگاروں کا آپ کے پاس آنا جانا، کھانے پینے کی ضروریاتِ زندگی کا پیش آنا، یہ ایسے امور

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

ہیں جن کا ان کے ساتھ پیش آنا لازمی امر ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ ان کی موت کی اطلاع کسی کو بر موقع نہ ہو سکی ہو! مزید یہ کہ اگر موت کی اطلاع تاخیر سے ہوئی ہے جو کہ قرآنی اسلوب سے بھی واضح ہے تو وہ تاخیر کتنی ہے؟ اس کے بارے میں بھی مفسرین کے ہاں کثیر اختلاف موجود ہے۔ اکثر نے ایک سال، بعض نے دو سال، بعض نے کچھ ماہ جبکہ کچھ نے یہ مدت بالکل تھوڑی بیان کی ہے۔ اکثر مفسرین نے چونکہ اس کی مدت ایک سال قرار دی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ عقلی طور پر کیسے ممکن ہے کہ سلیمانؑ نے ایک سال نہ کچھ کھایا نہ پیا، لباس بدلا نہ نماز پڑھی، کسی خدمت گار کے دل میں کوئی فکر لاحق ہوئی اور نہ کسی نے پاس آکر انہیں دیکھا!

یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین نے اسے استعارہ قرار دیتے ہوئے اور کہا ہے کہ لاٹھی کو دیمک کے کھانے کا مطلب ان کی سلطنت کا اندرونی طور پر آہستہ آہستہ کمزور ہونا ہے وغیرہ، مگر آیت کے الفاظ اس کا ساتھ نہیں دیتے۔ اور بعض نے اسے اس انداز میں استعارہ قرار دیا ہے کہ اس کا وہ مطلب بیان کیا ہے جو قرآنی مفہوم سے دور ہے اور انہوں نے اس پورے واقعہ کا معنٰی و مفہوم اور مقصود ہی بدل دیا ہے۔

ان کے ابطال میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ؒ رقمطراز ہیں:

موجودہ زمانے کے بعض مفسرین نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ حضرت سلیمان کا بیٹا رُجبعام چونکہ نالائق اور عیش پسند تھا اور خوشامدی مصاحبوں میں گھرا ہوا تھا، اس لیے اپنے جلیل القدر والد کی وفات کے بعد وہ اس بارِ عظیم کو نہ سنبھال سکا جو اس پر آپڑا تھا۔ اس کی جانشینی کے تھوڑی مدت بعد ہی سلطنت کا قصر دھڑام سے زمین پر آرہا اور گردو پیش کے جن سرحدی قبائل (یعنی جنوں) کو حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے اپنی قوت قاہرہ سے خادم بنا رکھا تھا وہ سب قابو سے نکل گئے۔ لیکن یہ تاویل کسی طرح بھی قرآن کے الفاظ سے مطابقت نہیں رکھتی۔ قرآن کے الفاظ جو نقشہ ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) پر ایسی حالت میں موت طاری ہوئی جبکہ وہ ایک عصا کے سہارے کھڑے یا بیٹھے تھے۔ اس عصا کی وجہ سے ان کا بے جان جسم اپنی جگہ قائم رہا اور جن یہ سمجھتے ہوئے ان کی خدمت میں لگے رہے کہ وہ زندہ ہیں۔ آخر کار جب عصا کو گھن لگ گیا اور وہ اندر سے کھوکھلا ہو گیا تو ان کا جسم زمین پر گر گیا اور اس وقت جنوں کو پتہ چلا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس صاف اور صریح بیان واقعہ کو آخر یہ معنی پہنانے کی کیا معقول وجہ ہے کہ گھن سے مراد حضرت سلیمان کے بیٹے کی نالائقی ہے، اور عصا سے مراد ان کا اقتدار ہے، اور ان کے مردہ جسم کے گر جانے سے مراد ان کی سلطنت کا پارہ پارہ ہو جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اگر یہی مضمون بیان کرنا ہوتا تو کیا اس کے لیے عربی مبین میں الفاظ موجود نہ تھے کہ اس ہیر پھیر کے ساتھ اسے بیان کیا جاتا؟ یہ پہیلیوں کی زبان آخر قرآن مجید میں کہاں استعمال کی گئی ہے؟ اور اس زمانے کے عام عرب جو اس کلام کے اولین مخاطب تھے، یہ پہیلی کیسے بوجھ سکتے تھے؟

پھر اس تاویل کا سب سے زیادہ عجیب حصہ یہ ہے کہ اس میں جنوں سے مراد وہ سرحدی قبائل لیے گئے ہیں جنہیں حضرت سلیمان نے اپنی خدمت میں لگا رکھا تھا۔ سوال یہ ہے کہ آخر ان قبائل میں سے کون غیب دانی کا مدعی تھا اور کس کو مشرکین غیب داں سمجھتے تھے؟ آیت کے آخری الفاظ کو اگر کوئی شخص آنکھیں کھول کر پڑھے تو وہ خود دیکھ سکتا ہے کہ جن سے مراد یہاں لازماً کوئی ایسا گروہ ہے جو یا تو خود غیب دانی کا دعوی رکھتا تھا، یا لوگ اس کو غیب داں سمجھتے تھے، اور اس گروہ کے غیب سے ناواقف ہونے کا راز اس واقعہ نے فاش کر دیا کہ وہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو زندہ سمجھتے ہوئے خدمت میں لگے رہے، حالانکہ ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ قرآن مجید کا یہ بیان اس کے لیے کافی تھا کہ ایک ایسا ایماندار آدمی اس کو دیکھ کر اپنے اس خیال پر

Vol.6 No.3 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

نظر ثانی کرلیتا کہ جن سے مراد سرحدی قبائل ہیں۔ لیکن جو لوگ مادہ پرست دنیا کے سامنے جن نامی ایک پوشیدہ مخلوق کا وجود تسلیم کرتے ہوئے شرماتے ہیں وہ قرآن کی اس تصریح کے باوجود اپنی تاویل پر مصر ہیں۔[vi]

سیدنا سلیمانؑ کی موت اور اس کی اطلاع کے بارے میں پیدا ہونے والے اشکالات کے جواب میں مفسرین کی مختلف آراء و اقوال ہیں جنہیں ان اشکالات کے رفع کرنے میں معاون سمجھا جا سکتا ہے۔

حافظ ابن کثیر ؒ لکھتے ہیں:

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی عادت تھی آپ سال سال دو دو سال یا کم و بیش مدت کیلئے مسجد قدس میں اعتکاف میں بیٹھ جاتے آخری مرتبہ انتقال کے وقت بھی آپ مسجد بیت المقدس میں تھے ہر صبح ایک درخت آپ کے سامنے نمودار ہوتا۔ آپ اس سے نام پوچھتے فائدہ پوچھتے وہ بتاتا آپ اسی کام میں اسے لاتے بالآخر ایک درخت ظاہر ہوا جس نے اپنا نام ضروبہ بتایا کہا تو کس مطلب کا ہے کہا اس مسجد کے اجاڑنے کیلئے۔ حضرت سلیمان (علیہ السلام) سمجھ گئے فرمانے لگے میری زندگی میں تو یہ مسجد ویران ہوگی نہیں البتہ تو میری موت اور اس شہر کی ویرانی کیلئے ہے۔ چنانچہ آپ نے اسے اپنے باغ میں لگا دیا مسجد کی بیچ کی جگہ میں کھڑے ہو کر ایک لکڑی کے سہارے نماز شروع کردی۔ وہیں انتقال ہو گیا لیکن کسی کو اس کا علم نہ ہوا۔ شیاطین سب کے سب اپنی نوکری بجالاتے رہے کہ ایسا نہ ہو ہم ڈھیل کریں اور اللہ کے رسول آجائیں تو ہمیں سزا دیں۔ یہ محراب کے آگے پیچھے آئے ان میں جو ایک بہت بڑا پاجی شیطان تھا اس نے کہا دیکھو جی اس میں آگے اور پیچھے سوراخ ہیں اگر میں یہاں سے جا کر وہاں سے نکل آؤں تو میری طاقت کو مانو گے یا نہیں؟ چنانچہ وہ گیا اور نکل آیا لیکن اسے حضرت سلیمان کی آواز نہ آئی۔ دیکھ تو سکتے نہ تھے کیونکہ حضرت سلیمان کی طرف نگاہ بھر کر دیکھتے ہی وہ مر جاتے تھے لیکن اس کے دل میں کچھ خیال سا گزرا اس نے پھر اور جرأت کی اور مسجد میں چلا گیا دیکھا کہ وہاں جانے کے بعد وہ نہ جلا تو اس کی ہمت اور بڑھ گئی اور اس نے نگاہ بھر کر آپ کو دیکھا تو دیکھا کہ وہ گرے پڑے ہیں اور انتقال فرما چکے ہیں اب آکر سب کو خبر کی لوگ آئے محراب کو کھولا تو واقعی اللہ کے رسول کو زندہ نہ پایا۔ آپ کو مسجد سے نکال لائے۔ مدت انتقال کا علم حاصل کرنے کیلئے انہوں نے لکڑی کو دیمک کے سامنے ڈال دیا ایک دن رات تک جس قدر دیمک نے اسے کھایا اسے دیکھ کر اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کے انتقال کو پورا سال گزر چکا۔ تمام لوگوں کو اس وقت کامل یقین ہو گیا کہ جنات جو بنتے تھے کہ ہم غیب کی خبریں جانتے ہیں یہ محض ان کی دھونس تھی ورنہ سال بھر تک کیوں مصیبت جھیلتے رہتے۔ اس وقت سے جنات گھن کے کیڑے کو مٹی اور پانی لا دیا کرتے ہیں گویا اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہا یہ بھی تھا کہ اگر تو کچھ کھاتا پیتا ہوتا تو بہتر سے بہتر غذا ہم تجھے پہنچاتے لیکن یہ سب بنی اسرائیل کے علماء کی روایتیں ہیں ان میں جو مطابق حق ہوں قبول۔ خلاف حق ہوں مردود دونوں سے الگ ہوں وہ نہ تصدیق کے قابل نہ تکذیب کے واللہ اعلم الغیب۔[vii]

حافظ ابن کثیر ؒ کی تفسیر اس امر کو واضح کرتی ہے:

کہ جب سلیمانؑ سال سال دو دو سال یا کم و بیش مدت کیلئے مسجد قدس میں اعتکاف بیٹھ جاتے تھے اور آخری مرتبہ انتقال کے وقت بھی آپ مسجد بیت المقدس میں تھے اور آپ کی روح قبض کر لی گئی تو یہ اشکال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے خدمتگاروں، رعایا یا دیگر لوگوں کو آپ

کی موت کی اطلاع بروقت کیوں نہ ہو سکی۔ کیونکہ آپ معمول کے مطابق زندگی بسر کر رہے تھے اور آنے والے ماہ و سال کی لمبی ڈیوٹیاں تفویض کر دیا کرتے تھے اور روزانہ اسے دیکھنے یا جائزہ لینے کی حاجت نہ تھی اور نہ ہی کسی کو آپ کے پاس آنے کی ضرورت تھی۔

امام المفسرین محمد بن جریر طبری نے زیر بحث آیت کریمہ کے تحت عبداللہ بن عباس ، ابن مسعود اور دیگر صحابہ کرام ؓ سے یہ بات بیان کی ہے :

"كان سليمان يتجرد في بيت المقدس السنة والسنتين، والشهر والشهرين، وأقل من ذلك وأكثر، يدخل طعامه وشرابه فدخله في المرة التي مات فيها۔۔۔"[viii]

سیدنا سلیمانؑ بیت المقدس میں سال سال دو دو سال، مہینا مہینا دو دو مہینے یا کبھی اس سے کم اور زیادہ مدت کے لیے تنہائی میں عبادت کی غرض سے داخل ہوتے تھے اور آپ کا اتنی دیر کے لیے کھانے پینے کا سامان بھی آپ کے ہمراہ ہوتا تھا، لہٰذا اس دفعہ جب آپ کی موت واقع ہوئی تب بھی ایسے ہی بیت المقدس میں عبادت کے لیے داخل ہوئے تھے کہ موت کا واقعہ پیش آیا اور جنات وشیاطین اپنے کاموں میں لگے رہے اور سیدنا سلیمانؑ کی طرف اس لیے متوجہ نہ ہوئے کہ اگر ان کے پاس دیکھنے گئے تو اس پر مؤاخذہ فرمائیں گے۔

امام طبری کی اس عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سلیمانؑ کا اپنی رعایا سے الگ ہو کر تنہائی میں عبادت کرنا معمول تھا جس میں کوئی اشکال نہیں، اور جنات وشیاطین آپ کی طرف پلٹ کر دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے اس ڈر اور خوف کی وجہ سے کہ اس معاملے پر انہیں سخت سزا ملے گی، نتیجہ یہ نکلا کہ اس صورتِ حال میں سلیمانؑ کی موت اور اس کی بروقت اطلاع نہ ہونا اس میں کوئی اشکال یا عجیب بات نہیں ہے جس پر کوئی الجھن یا اعتراض پیدا ہو۔

مولانا اسحاق مدنیؒ فرماتے ہیں:

کہ سیدنا سلیمانؑ کی شخصیت بارعب تھی اور جس وجہ سے آپ کے پاس جا کر کسی میں بات کرنے کیا چھ پوچھنے کی ہمت نہ تھی۔ اور انہوں نے یہ بھی لکھا کہ آپؑ جس کمرے میں موجود تھے وہ شیشے کا مکان تھا جس میں یہ نظر آ رہا تھا کہ سلیمانؑ عبادت میں مصروف ہیں جبکہ درحقیقت ان کی روح پرواز کر چکی تھی مگر ان کی ظاہری کیفیت مکمل طور پر عبادت والی تھی لہٰذا ان کے پاس جا کر کوئی سوال کرنے یا کچھ پوچھنے کی نوبت ہی نہ آئی۔[ix]

مولانا کی بات بھی قرین قیاس ہے کہ ایک ایسے عظیم پیغمبر اور بادشاہ جو نہ صرف انسانوں پر حکومت کرتے ہیں بلکہ جن وانس کے علاوہ چرند پرند اور دیگر مخلوقات بھی آپ کے تابع تھیں، جنات عموماً سرکش اور شریر ہوتے ہیں اور سلیمانؑ کی طاقت اور حکمرانی کا یہ عالم تھا کہ آپ انہی جنات سے بہت سخت اور بامشقت کام لیا کرتے تھے ۔ لہٰذا اس صورت میں یہ ممکنہ توجیہہ بھی اس اشکال کے رفع کرنے میں معاون ہے کہ آپؑ کی موت کی اطلاع بروقت کیوں نہیں ہو سکی۔

مفسر مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی نے اس تناظر میں ایک اور بات کا اضافہ کیا ہے، فرماتے ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

کہ سلیمانؑ موت کے قریب اپنے عصا کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ٹھڈی کے نیچے لگا کر کرسی پر بیٹھ گئے اور اسی حالت میں روح قبض ہوگئی اسی طرح سال بھر تک بیٹھے رہے جنات آپ کو بیٹھا دیکھ کر زندہ سمجھتے رہے اور رعب کی وجہ سے کسی کو مجال نہ تھی کہ پاس جا کر خوب گھور کر دیکھ سکے خصوصاجب کہ کوئی شبہ کی گنجائش بھی نہ ہو۔[x]

اس تفسیر سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ سلیمانؑ کی ظاہری حالت ایسی تھی کہ اس میں موت کا شبہ نہیں تھا بلکہ آپ جس کیفیت میں بیٹھے تھے دیکھنے والا زندہ خیال کرتا تھا، مگر ایک مدت تک کچھ کھائے پیئے اور دیگر حوائج ضروریہ کے بغیر ایک جگہ بیٹھے رہنا، پھر بھی تشنہ ہے۔

:اس سلسلے میں صاحبِ تفسیر دعوتِ قرآن نے عمدہ وضاحت کی ہے، فرماتے ہیں

واضح رہے کہ قرآن نے اس بات کی صراحت نہیں کی کہ حضرت سلیمان انتقال کے بعد کتنے عرصہ تک ٹیک لگائے کھڑے رہے۔ جن روایتوں میں ایک سال کا ذکر ہوا ہے اور جن کو مفسرین نے نقل کیا ہے وہ سب ناقابل اعتبار ہیں صحیح درجہ کی کوئی روایت بھی اس سلسلہ میں موجود نہیں ہے۔ اس لیے کسی لمبی مدت کو فرض کرنا ضروری نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ اس حالت میں چند روز رہے ہوں گے اور اتنا وقت بھی جنوں کو یہ محسوس کرا دینے کے لیے کافی ہوا کہ انہیں ان کے موت کے بروقت خبر نہ ہو سکی۔ رہا یہ سوال کہ اگر جنوں کو حضرت سلیمانؑ کے انتقال کی خبر نہ ہو سکی تو کیا انسانوں کو بھی نہیں ہو سکی تھی اور اگر انسانوں کو ہوئی تھی تو پھر بغیر تجہیز و تکفین کے لاش کو کس طرح ایک عرصہ تک اسی حالت پر رہنے دیا گیا؟ تو اس سلسلہ میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ قرآن نے صرف جنوں کے بے خبر رہنے کی صراحت کی ہے۔ انسانوں کے بے خبر رہنے کی صراحت نہیں کی ہے۔ **مادلھم علی موتہ الادابۃ الارض**، اس کی موت پر ان کو مطلع کرنے والی چیز زمین کا کیڑا تھا۔ میں ہم (ان کو) کی ضمیر جنوں کی طرف پھرتی ہے کیونکہ اس میں کوئی ایسی بات (Context) آیت میں بھی جنوں ہی کا ذکر ہوا ہے اور اس سے پہلے والی آیت میں بھی جنوں کی کاریگری بیان ہوئی ہے۔ اس سیاق نہیں جو انسانوں پر دلالت کرتی ہو۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت سلیمان نے اللہ سے اشارہ پا کر اپنے انتقال کے موقع پر ہی اپنے اہل وعیال اور اپنی حکومت کے نائبین کو ہدایت کی ہوگی کہ وہ ان کی لاش کو اپنے حال پر رہنے دیں جب تک کہ وہ گر نہ پڑے اور انہوں نے اس کی تعمیل کی ہوگی یا پھر انہوں نے یہ دیکھ کر حضرت سلیمان انتقال کے باوجود عصا کے سہارے کھڑے ہیں اور زمین پر ان کی لاش گر نہیں رہی ہے یہ سمجھا ہوگا کہ یہ اللہ کا سراسر معجزہ ہے اس لیے آئندہ کوئی بات ظاہر ہونے تک لاش کو اسی حالت میں رہنے دینا چاہئے۔ اور چونکہ ان کی لاش خدائی معجزہ کی بنا پر کھڑی تھی اس لیے اس کے محفوظ رہنے کی طرف سے بھی اطمینان رہا ہوگا اور تدفین اسی وقت عمل میں آئی ہوگی جب کہ وہ زمین پر گر پڑے۔ جو جن خدمت پر مامور تھے ان کو اور انسانوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ایسی رکاوٹیں کھڑی کردی ہوں گی کہ جنوں کو کسی طرح بھی حضرت سلیمان کی موت کا پتہ نہ چل سکا۔ ہمارے خیال میں اس توجیہہ کے بعد کوئی اشکال باقی نہیں رہتا اور حقیقت حال کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔[xi]

نے لکھتے ہیں: ﷫ امام جلال الدین سیوطی

سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا کہ سلیمانؑ مرنے کے بعد ایک سال اپنی لاٹھی کے سہارے کھڑے رہے پھر سال کے اختتام پر نیچے گر پڑے لوگوں نے اس جیسی لاٹھی لی اور اس جیسا دیمک کا کیڑا لیا اس کیڑے کو اس پر چھوڑ دیا تو دیمک نے اس کو ایک سال میں کھایا۔[xii]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

یہ بات متقدمین ومتاخرین بہت سے مفسرین نے لکھی ہے:

نے ایک سال مدت حفظہا اللہ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی اس مدت کے بارے میں کوئی روایت بھی پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی۔ حافظ ابن کثیر بیان کرنے کے باوجود اور اس طرح کی روایات جن میں بیان ہوا ہے کہ جنات گھن کے کیڑے کو پانی اور مٹی لادیا کرتے ہیں، ان روایات کو اسرائیلیات قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ان میں سے حق سے مطابقت رکھنے والی ہوں وہ قبول اور جو خلاف حق ہوں وہ مردود۔ اور جو دونوں سے الگ ہوں وہ تصدیق کے قابل ہیں نہ تکذیب کے۔ واللہ اعلم بالصواب [xiii]

اکثر مفسرین نے تو اس اشکال کی طرف التفات ہی نہیں کیا، البتہ کچھ نے کسی حد تک اشکال پیش کر کے حل کرنے کی کوشش کی، سلیمان کی موت کے بعد اطلاع ملنے تک کی مدت کے بارے میں روایات کے صحت وضعف اور تعیین مدت کے اختلاف کی وجہ سے مفسرین کے ہاں کثیر اختلاف ہے۔ بعض نے اس اشکال کی طرف اس لیے بھی توجہ نہیں کی کہ قرآن کریم ہدایت کی کتاب ہے اور اس آیت سے بھی ہدایت اور عقل وفکر کی بات بالکل واضح ہے جو کہ اصل مقصود ہے، لہٰذا جو اصلاً مقصود ہی نہیں اس بحث کی بھی ضرورت نہیں۔

نے بھی دی ہے جو سب مفسرین سے علیحدہ اور منفرد ہے، حفظہا اللہ البتہ دیگر مفسرین کی طرح ان اشکالات کے حل میں ایک رائے مفسر احمد مصطفیٰ المراغی وہ فرماتے ہیں:

"وَالْكِتَابُ الْكَرِيمُ لَمْ يُحَدِّدِ الْمُدَّةَ الَّتِي قَضَاهَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ مُتَوَكِّئٌ عَلَى عَصَاهُ حَتَّى عَلِمَ الْجِنُّ بِمَوْتِهِ، وَقَدْ رَوَى الْقَصَّاصُونَ أَنَّهَا كَانَتْ سَنَةً، وَمِثْلُ هٰذَا لَا يَنْبَغِي الرُّكُونُ إِلَيْهِ، فَلَيْسَ مِنَ الْجَائِزِ أَنَّ خَدَمَ سُلَيْمَانَ لَا يَتَنَبَّهُونَ إِلَى الْقِيَامِ بِوَاجِبَاتِهِ الْمَعِيشِيَّةِ مِنْ مَأْكَلٍ وَمَشْرَبٍ وَمَلْبَسٍ وَنَحْوِهَا يَوْمًا كَامِلًا دُونَ أَنْ يُحَادِثُوهُ فِي ذٰلِكَ وَيَطْلُبُوا إِلَيْهِ الْقِيَامَ بِخِدْمَتِهِ، فَالْمَعْقُولُ أَنَّ الْأَرَضَةَ بَدَأَتِ الْعَصَا وَسُلَيْمَانُ لَمْ يَتَنَبَّهْ لِذٰلِكَ، وَبَيْنَمَا هُوَ مُتَوَكِّئٌ عَلَيْهَا حَانَتْ مَنِيَّتُهُ، وَكَانَتِ الْأَرَضَةُ قَدْ فَعَلَتْ فِعْلَهَا فِي الْعَصَا فَانْكَسَرَتْ فَخَرَّ عَلَى الْأَرْضِ فَعَلِمَتِ الْجِنُّ كَذِبَهَا، إِذْ كَانَتْ تَدَّعِي أَنَّهَا تَعْلَمُ الْغَيْبَ، إِذْ لَوْ عَلِمَتْهُ مَا لَبِثَتْ تُرْهِقُ نَفْسَهَا فِي شَاقِّ الْأَعْمَالِ الَّتِي كُلِّفَتْ بِهَا" [xiv]

"قرآن کریم نے اس مدت کی تعیین نہیں فرمائی جو سلیمان (علیہ السلام) نے جنّوں کو ان کی موت کا علم ہونے تک لاٹھی پر ٹیک لگانے کی حالت میں گزاری۔ قصہ گو حضرات نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک سال تھی مگر ایسی بات قابل توجہ نہیں ہے، کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ سلیمان (علیہ السلام) کی خدمت کرنے والوں کا پورا ایک دن ان کی معاشی ضروریات یعنی کھانے پینے اور لباس وغیرہ کی طرف خیال ہی نہ جائے، نہ وہ ان سے اس کے بارے میں بات کریں، نہ ان کی خدمت سرانجام دینے کا تقاضا کریں (سال تو بہت دور کی بات ہے)۔ اس لیے معقول بات یہ ہے کہ دیمک پہلے ہی لاٹھی میں لگ چکی تھی، سلیمان (علیہ السلام) کو اس کی خبر نہیں ہوئی۔ وہ اس پر ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ ان کی موت کا وقت آ گیا، جب کہ دیمک لاٹھی کے اندر اپنا کام کر چکی تھی۔ چنانچہ وہ ٹوٹ گئی اور سلیمان (علیہ السلام) زمین پر گر گئے تو جنّوں کو اپنا جھوٹ معلوم ہو گیا، کیونکہ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ غیب جانتے ہیں، اس لیے کہ اگر وہ اسے جانتے ہوتے تو ان مشقت والے کاموں میں اپنی جان نہ مارتے رہتے جن کی انھیں تکلیف دی گئی تھی۔"

اس اعتبار سے یہ پورا واقعہ ہی تبدیل ہو جاتا ہے کہ جب عصا کو دیمک پہلے سے کھا چکی تھی تو سلیمانؑ زیادہ دیر کھڑے ہی نہیں رہے اور جنوں کے علم غیب کی نفی کے لیے تھوڑے وقت کے لیے بے خبر ہونا بھی کافی ہے اور یہی اصل قرآنی مقصود ہے۔

خلاصہ بحث

سیدنا سلیمانؑ کی موت کی اطلاع تاخیر سے کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں پر حکمت تھا اور اس حکمت سے خود قرآن نے پردہ اٹھایا اور جنوں کے علم غیب کی نفی کر دی گئی، کیونکہ یہ تو واضح ہے کہ اس معاشرے جن خود اپنے بارے میں علم غیب کا دعویٰ کرتے تھے یا لوگ ان کے بارے میں ایسا نظریہ اصل مقصود جنات کے علم غیب کی نفی ہے اور قائم کر چکے تھے۔ بہر حال مقصود واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی بھی غیب دان نہیں ہے۔ باقی آپ کی موت کے بارے میں متعین عرصے کے بارے میں کوئی روایت قابل حجت نہیں ہے اس لیے قرآن نے جتنی بات بیان کی ہے اس سے چونکہ طویل عرصے کے لیے عبادت خانے میں جاتے تھے اس لیے درس ہدایت واضح ہے، مزید تفصیلات قرآن نے بیان کی ہیں نہ ان کی حاجت ہے۔ خدمتگاروں کے پاس آنے جانے اور کھانے پینے اور دیگر حوائج کے پیش آنے کے سوالات ہی پیدا نہیں ہوتے، کہ ان کا یہ طرزِ عبادت معمول کے آپؑ کے عصا کو گھن پہلے سے لگا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے جنات کے علم غیب کی نفی کے لیے اسے سبب بنایا اور موت کے بعد کچھ وقت کے لیے مطابق تھا۔ جنوں سے اس خبر کو مخفی رکھ کر جنات کے علم غیب کی نفی کر دی۔ آپؑ کئی ماہ و سال تو در کنار ایک دن بھی فوت ہونے کے بعد کھڑے نہیں رہے، لہٰذا جب زیادہ کھڑے ہی نہیں رہے تو سال والی یا لمبی مدت والی روایات کی حقیقت و مفہوم پر بحث کی ضرورت باقی نہ رہی۔

میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے ذریعے معجزات رونما کرتا ہے، اور معجزہ خرق عادت امور پر ہوتا ہے جس پر ایمان لانے کا حکم ہے، اور یا عقلی دلیل ممکن نہیں ہوتی، لہٰذا سلیمانؑ کو اس حالت میں موت آنا اور پھر کچھ عرصہ کے لیے جن وانس سے یہ معاملہ پوشیدہ Logically اس کی رہنا اللہ تعالیٰ کی حکمت اور سلیمانؑ کے معجزہ پر مبنی ہے، جب ہم اسے معجزہ گردانتے ہیں تو اس پر کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے نہ اشکال، کیونکہ معجزہ ہوتا ہی عمومی ضابطے سے ہٹ کر ہے۔

کتابیات

سیوہاروی حفظ الرحمن، مولانا، **قصص القرآن** (لاہور: حبیب پبلیکیشنز، س۔ن)

ممتاز لیاقت، **تاریخ بیت المقدس** (لاہور: سنگ میل پبلیکشنز، س۔ن)

دہلوی، سید احمد حسن، **احسن التفاسیر** (المکتبہ السلفیہ، لاہور، 2016)

مودودی، مولانا ابوالاعلیٰ، **تفہیم القرآن** (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، س۔ن)

ابنِ کثیر، اسماعیل بن عمرو، **تفسیر القرآن العظیم** (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2009)

الطبری، محمد بن جریر، **جامع البیان عن تاویل آی القرآن** (قاہرۃ: مرکز البحوث الاسلامی، ۱۴۲۰ھ)

مدنی، مولانا اسحاق، **تفسیر مدنی کبیر** (ایزی قرآن وحدیث)

مدنی، عبدالقیوم، مہاجر، **آسان ترجمہ و تفسیر فوائد القرآن** (ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، س۔ن)

السیوطی، جلال الدین، **الدر المنثور**، (بیروت: دار الفکر، س۔ن)

المراغی، احمد مصطفیٰ، **تفسیر المراغی** (**بیروت**: دار الکتب العلمیہ س۔ن)

i النمل، 27: 16,17-

ii سیوہاروی حفظ الرحمن، مولانا ، **قصص القرآن**(لاہور: حبیب پبلیکیشنز، س-ن)، 3: 503-

iii ممتاز لیاقت، **تاریخ بیت المقدس** (لاہور: سنگ میل پبلیکشنز، س-ن)، 21-

iv سبا،14:50-

v دہلوی، سید احمد حسن، **احسن التفاسیر**(المکتبہ السلفیہ،لاہور،2016)،237:4 -

vi مودودی ،مولاناابوالاعلی ،**تفہیم القرآن**(لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت ،س-ن)،4: 190-

vii ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو، **تفسیر القرآن العظیم** (لاہور: مکتبہ اسلامیہ،2009)،4: 336-

viii الطبری،محمد بن جریر ،**جامع البیان عن تاویل آی القرآن** (قاہرۃ: مرکز البحوث الاسلامی ،۱۴۲۰ھ) ، 22: 75-

ix مدنی ، مولانا اسحاق، **تفسیر مدنی کبیر** (ایزی قرآن وحدیث)،سباء،34: 14-

x مدنی ،عبدالقیوم، مہاجر ،**آسان ترجمہ و تفسیر فوائد القرآن**(ملتان:ادارہ تالیفات اشرفیہ،س-ن)، 3: 948-

xi شمس پیرزادہ، **تفسیر دعوۃ القرآن** (مفت اردو کتابیں،https://muftkutub.blogspot.com/2020/09/blog-post_1.html?m=1)، جلد،2: تفسیر سورہ سبا،14

xii السیوطی ،جلال الدین ، **الدر المنثور** ،(بیروت: ، دار الفکر ،س-ن)، جلد،3: تفسیر سورہ سبا،14-

xiii ابنِ کثیر،**تفسیر القرآن العظیم**(لاہور: مکتبہ قدوسیہ ،س-ن) ، 4 : 330-

xiv المراغی،احمد مصطفیٰ ، **تفسیر المراغی(بیروت:**دارالکتب العلمیہ س-ن)، 22: 68,69-